نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

غلام احمد قادیانی

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

اخبار ہفتہ میں تین بار فی پرچہ تین پیسے

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۲ | مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو تازہ اطلاع پہنچی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضور انشاء اللہ جمعرات کو دارالامان تشریف لے آئینگے۔

خاندان حضرت مسیح موعود میں خیر و عافیت ہے ٭

ہفتہ زیر رپورٹ میں حسب ذیل مہمان تشریف لائے۔

بابو نورالدین صاحب۔ راولپنڈی سے غلام رسول صاحب گجرات سے۔ بابو فضل کریم صاحب بی اے پروایم بھیرہ سے۔ عبدالحمید خان صاحب سب انسپکٹر پولیس لاہور سے۔ بہادر شاہ صاحب ابدال سے۔ سردار محمد صاحب و حیدر صاحب کلانور ضلع گورداسپور سے۔ فضل حق صاحب گوگیرہ سے محمد عظیم صاحب چک گجو سے۔ سمندر خان صاحب سنگرال ضلع کیمل پور سے۔ ماسٹر عبداللہ صاحب طالب علم ایس ڈی کالج جالندھر سے ٭

گوجرخان میں جماعت احمدیہ جنگا بنگیال کا جلسہ

۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء کو مبلغین شام کی گاڑی پر پہنچے۔ جس کی وجہ سے جلسہ ذرا دیر سے شروع ہو سکا۔ تلاوت و نظم کے بعد حافظ جمال احمد صاحب نے اپنی تقریر "نماز کی فلاسفی" پر شروع کی۔ سامعین کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ تقریر بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔ تقریر کے خاتمہ پر چند ایک معززین نے تقریر جاری رکھنے پر اصرار کیا مگر وقت کی تنگی کے لحاظ سے جلسہ ختم کرنا پڑا۔ ایک عیسائی اور ایک ملاں نے جلسہ کی کارروائی میں مخل ہونا چاہا۔ مگر چودھری احمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس نے انہیں ایسا کرنے سے ڈانٹا اور جلسہ گاہ سے باہر کر دیا۔ گوجرخان کے مسلمانوں نے مخالفت بھی کھول کر کی۔ مگر ان کی مخالفت نے ہمارے لئے اشتہار کا کام دیا۔ ہمارا اشتہار شائع ہونے کے بعد انہوں نے کئی بار منادی کروائی۔ کہ مرزائیوں کے جلسہ میں کوئی مسلمان شامل نہ ہو مگر وہ کامیاب نہ ہوئے ٭

۲۲ کی شب کو جنگا بنگیال میں حافظ جمال احمد صاحب نے انسان کی پیدائش کی غرض پر تقریر کی۔ لوگوں نے تقریر کو بہت پسند کیا۔ میں چودھری احمد خان صاحب سب انسپکٹر پولیس کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جنہوں نے انتظام امن میں بڑی امداد دی۔ اور دیگر شہر کے رؤسا بھی شکرگذاری کے قابل ہیں۔ جنہوں نے سامان جلسہ گاہ سے ہمارا ہاتھ بٹایا۔ فقط محمد فضل سیکرٹری دعوت و تبلیغ۔ جنگا بنگیال ٭

گوجرات میں جلسہ احمدیہ

گوجرات شہر میں ہمارے مبلغین حافظ جمال احمد صاحب چودھری عبدالسلام صاحب مورخہ ۹/۲۰ کو تشریف لائے اور اسی رات کو ۸ بجے چودھری عبدالسلام صاحب کا لیکچر "مذہب باوا نانک صاحب" پر ہوا چودھری صاحب نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ثابت کیا کہ باوا صاحب اسلام کے پابند تھے اور اسلام کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے۔ آپ اس طرح شلوک پڑھتے تھے کہ چند سکھ و ہندو صاحبان جو شریک لیکچر تھے حیران تھے۔ سکھ و ہندو صاحبان میں سے باوجود سوال کرنے کا وقت دئے جانے کے بھی کوئی کھڑا نہ ہوا۔

دوسرے روز حافظ جمال احمد صاحب کا لیکچر شام کے ۹ بجے اس مضمون پر ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ نے نہایت وضاحت سے سامعین کو خاتم النبیین کا مطلب سمجھایا۔ اور یہ ثابت کیا۔ کہ اب کوئی نبی بغیر غلامی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں آسکتا۔ آپ کی تابعداری میں انسان درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے۔ آپ کی تقریر نہایت دلچسپ اور عالمانہ تھی۔ لیکچر کے خاتمہ پر سوال کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ بڑے شوق سے غیر احمدیوں نے ایک صاحب کو منتخب کیا۔ کہ یہ سوال کریں گے۔ لیکن خدا کی شان شروع میں ہی جب وہ سورہ فاتحہ میں سے اھدنا الصراط المستقیم پڑھنے لگے۔ تو ہی صحیح نہ پڑھ سکے۔ بہت جھنجھلائے اور آخر بیٹھ جانے پر مجبور ہوئے یہ صاحب یہاں ایک مسجد کے امام ہیں۔ ان کے بیٹھ جانے کے بعد ایک اور صاحب کھڑے ہوئے۔ لیکن غیر احمدیوں نے انہیں بھی ناقابل سمجھ کر بیٹھ جانے پر مجبور کیا۔ اور ایک اور مولوی صاحب کو کھڑا کیا۔ انہوں نے چند ایک اعتراض کئے۔ جن کے مدلل جواب حافظ صاحب نے دیئے ؎

خاکسار عبد العزیز سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گجرات

نوشہرہ میں آریہ سماج کے متعلق لیکچر

مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء جناب میر قاسم علی صاحب حافظ جمال احمد صاحب اور مولوی عمر الدین صاحب شملوی یہاں تشریف لائے۔ لیکچر کے لئے منشی دھنپت رائے صاحب دیندیال جینی آہڑتی صدر بازار نوشہرہ کی نو تعمیر کردہ سرائے میں لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ منادی کرا دی گئی۔ اور قلمی اشتہارات کے ذریعہ جہاں تک ممکن تھا۔ لوگوں کو اطلاع کر دی گئی۔ ۸½ بجے بعد نماز شام جناب میر صاحب کا لیکچر بعنوان "آریہ مذہب کا سلوک دوسرے مذاہب سے" شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد تین سو سے اوپر تھی۔ جناب میر صاحب نے تمہید آ بتلایا۔ کہ آریہ مذہب کے جنم لینے سے پہلے ہندو مسلمانوں میں چولی دامن کا ساتھ تھا۔ جونہی کاٹھیاوار گجرات کے غیر معروف سنیاسی نے جو اردو عربی انگریزی فارسی سے قطعاً نابلد تھے۔ ستیارتھ پرکاش لکھ کر شائع کی۔ تو ہندو مسلم عناد بھڑک اٹھا۔ پھر آپ نے ستیارتھ پرکاش کے حوالوں سے ثابت کیا۔ کہ سوامی صاحب خود ہی اقرار کرتے ہیں۔ کہ جو شخص دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی نندیا کرتا ہے۔ وہ متعصب ہے۔ اور یہ اچھا کام نہیں ہے۔ پھر خود ہی ستیارتھ پرکاش کا بارہواں۔ تیرھواں اور چودھواں سملاس لکھ کر ہر مذہب اور ملت کے بانی کو کوسا ہے۔ ۱۰½ بجے تک آپ نے کمال وضاحت سے ستیارتھ پرکاش سے ثابت کیا۔ کہ جب تک یہ کتاب موجود ہے۔ مذاہب میں صلح ہونی مشکل ہے۔ اور اس کے لئے ایک ہی واحد ذریعہ ہے۔ کہ ان ہر سہ بابوں کو آریہ صاحبان نکال دیں۔ اخیر پر سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ مگر کوئی آریہ نہ بولا ؎

دوسرے روز مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء کو ۸ بجے شام سے لے کر ۱۱ بجے رات تک جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا لیکچر بعنوان آریہ دھرم اور اسلام پر ہوا۔ آپ نے کمال وضاحت سے آریہ دھرم پر اسلام کی برتری ثابت کرتے ہوئے آخر میں آرین اعتراضات کو بیان کر کے بتلایا۔ کہ اس میدان کا پہلوان صرف ایک ہی ہوا۔ جس نے ادیان باطلہ کو یہاں تک پچھاڑا۔ کہ اب وہ اس کے نام سے گھبراتے ہیں۔ اور ایک ایسی جماعت چھوڑی۔ جو باطل کا سر کچلنے کے لئے ہر وقت طیار ہے۔ اور بتلایا۔ کہ اگر مسلمان ادیان باطلہ کے حملوں سے محفوظ ہونا چاہتے ہیں۔ تو ایک ہی گر ہے۔ کہ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کریں۔ سامعین نے نہایت توجہ سے لیکچر سنا۔ الحمد للہ کہ ہر دو لیکچر نہایت کامیاب ہوئے ؎

خاکسار محمد عبد اللہ چھاؤنی نوشہرہ

اخبار احمدیہ

نیروبی میں لیکچر

قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ آریہ مبلغ پنڈت چموپتی صاحب ایم۔ اے نیروبی میں ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے سناتن دھرم سبھا سے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ اور دوران تقریر میں اسلام پر کچھ اعتراضات کئے۔ اور اسلام کو مردہ مذہب ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جس کا جواب دینا جماعت احمدیہ نے اپنا فرض سمجھا۔ اور اخویم ملک احمد حسن صاحب کا لیکچر اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر قرار پایا۔ پبلک کو دعوت شمولیت بذریعہ اشتہار دی گئی۔ اور آریہ صاحبان کے اعتراضات کا جواب دینے کا اعلان کیا گیا ؎

ملک صاحب نے نہایت خوبی سے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی۔ اور اسلام کی فوقیت دیگر مذاہب پر ثابت کرنے کے باوجود آریہ صاحبان کے اعتراضوں کا جواب نہایت احسن طریقہ سے دیا۔ حاضرین نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ خداوند تعالےٰ نیک نتائج پیدا کرے۔ آمین ؎

خاکسار عمر الدین احمدی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ نیروبی

قبول اسلام

مسٹر جی۔ اے۔ ولسن ۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں مشرف باسلام ہوئے آپ ابتداء میں ہندو تھے۔ اور قریباً پانچ سال کا عرصہ ہوا کہ آپ نے عیسائی مذہب قبول کر کے بپتسمہ لیا تھا۔ اور اس تمام عرصہ میں عیسائی مذہب کی طرف سے بطور مناد کام کرتے رہے عیسائی مذہب کے لٹریچر سے آپ کو کافی واقفیت ہے۔ اسلامی نام محمد اسلم رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے ؎

خاکسار سید دلاور شاہ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لاہور

یتیم بچوں کی مدد

میرا بہنوئی جو لالہ موسےٰ میں رہتا تھا۔ فوت ہو گیا ہے۔ اس کے پانچ لڑکے لڑکیاں چھوٹی عمر کے یتیم رہ گئے ہیں۔ ان پر بہت سا قرضہ ہے جس کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں۔ ان کے دو مکان پختہ نہایت عمدہ لالہ موسےٰ محلہ حاجی پورہ متصل مسجد احمدیہ ہیں۔ ہم ان میں سے ایک یا دونوں ہی فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ کسی بھائی کو لالہ موسیٰ میں مکان خریدنے کی ضرورت ہو۔ تو وہ فضل الٰہی درزی احمدی لالہ موسےٰ یا خاکسار کو مل کر فیصلہ کر سکتا ہے۔ مکان سستا مل جائے گا۔ اور یتیموں کی مدد ہو جائے گی۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ وہ مکان کسی ہندو کے قبضہ میں نہ چلا جائے۔ بلکہ اپنے کسی بھائی کے کام آ جائے ؎

محمد الدین احمدی مدرس مدرسہ تہال۔ ضلع گجرات

تلاش گم شدہ

میرا نسبتی بھائی محمد حنیف ۱۵ ستمبر سے مفقود الخبر ہے۔ وہ پٹنہ میں پڑھتا تھا۔ اسکی عمر قریباً ۲۰ سال کی ہے۔ پست قد جسم کا پتلا دبلا ہے۔ داڑھی مونچھ ابھی پورے طور سے نہیں نکلی۔ اگر کسی بھائی کو ملے۔ تو خاکسار کو فوراً آگاہ فرما کر ممنون فرمایں۔ کیونکہ اس کے والدین نہایت غم و فکر میں مبتلا ہیں۔

خاکسار محمد بشیر الدین اگریکلچرل اوورسیر۔ گورنمنٹ فارم سیاپایا ضلع ساران

شکریہ و درخواست دعا

(الف) خاکسار صدق دل سے ان تمام بزرگوں اور احباب کرام کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے میری درخواست پر توجہ فرما کر میری ترقی کے لئے دعائیں فرمائیں۔ اور ان سب کی خدمت میں خوشخبری پہونچانا چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔ اور مجھے ۷۵ پچھتر روپے ماہوار کی ترقی یکم اپریل ۱۹۲۵ء سے عطا فرمائی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں خود بھی دعا کرتا رہا ہوں۔ کہ جو احباب میرے حق میں دعا فرماتے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی جناب سے جزاء خیر عطا فرما دے ؎

اب ایک اور قدم ترقی و تنخواہ کے لئے کوشش کرنے کا ہے۔ اس لئے احباب کرام سے استدعا ہے۔ کہ وہ آئندہ بھی سلسلہ دعا کو خاکسار کے حق میں جاری رکھیں ؎

(ب) نیز خاکسار کے لڑکے ڈاکٹر بدر الدین احمد کے برسر روزگار ہو جانے کیلئے بھی دعا فرمائی جاوے ؎ خاکسار فرزند۔ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء

حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات و مکاشفات میں بہائیوں کی تحریفات

(جناب مولوی فضل الدین صاحب کے قلم سے)

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام اور بہائی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام مَا أُخْبِرُہٗ فِی آخِرِ الْوَقْتِ اَنَّکَ لَسْتَ عَلَی الْحَقِّ اخبار البدر بابت ۱۹۰۳ء جلد ۲ نمبر ۱۴ صفحہ ۱۰۹ کالم ۳ میں شائع ہوا تھا۔ اسی الہام کو بابو منظور الٰہی صاحب لاہوری نے اپنی کتاب البشریٰ جلد دوم حصہ اول صفحہ ۸۱ میں نقل کیا ہے۔ جس میں اس الہام کا اپنی طرف یہ غلط ترجمہ کیا ہے۔ کہ "تجھے آخری وقت خبر دی جائے گی کہ بلاشک تو حق پر نہیں تھا۔" اس غلط ترجمہ کو لیکر بہائی اخبار "کوکب ہند" آگرہ نے ایک مضمون اپنے ۱۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا تھا "کہ آخری وقت تجھے خبر دی جائے گی۔ کہ تو بلاشک حق پر نہ تھا۔"

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام کا جو ترجمہ بابو منظور الٰہی صاحب نے کیا۔ اور "کوکب ہند" نے شائع کیا ہے۔ سراسر غلط اور الہامی الفاظ کے بالکل مخالف ہے۔ اس لئے میں نے ضروری خیال کیا۔ کہ اس غلطی کو واضح کیا جائے۔ اور جو شبہات اس غلطی کی بناء پر وارد کئے گئے ہیں۔ ان کا ازالہ کیا جائے۔ سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بابو منظور الٰہی صاحب ملازم محکمہ تار ریلوے (مقیم احمدیہ بلڈنگس لاہور) جنہوں نے البشریٰ جلد اول و دوم لکھی ہے۔ عربی دان نہیں ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے خود اپنی کتاب البشریٰ کی دونوں جلدوں میں ظاہر کر دیا ہے۔ اور مدیران کوکب ہند کو بھی خوب معلوم ہے۔

دوم۔ کتاب "التشریح الصحیح لالہامات المہدی والمسیح" صفحہ ۲ مطبوعہ ۱۹۲۳ء میں کتاب البشریٰ کے ایسے ترجمہ کے متعلق ہماری طرف سے اعتراض ہو چکا ہے۔ جو بابو صاحب موصوف نے اپنی طرف سے ایزاد کیا ہے۔ پس اگر کسی الہام کا ترجمہ یا مفہوم مصنف مذکور نے اپنی نادقتی سے غلط بیان کیا ہے۔ تو اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہو سکتے۔

سوم۔ البشریٰ جلد ۲ حصہ اول صفحہ ۸۱ میں (جہاں سے کوکب نے یہ حوالہ لیا ہے) الہام کا اصل ماخذ اخبار البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ بتایا گیا ہے۔ اور اس اخبار میں جو اصل عبارت شائع ہوئی تھی۔ وہ البشریٰ جلد ۲ حصہ دوم صفحہ ۳۲ میں بھی درج ہے:-

"۱۸ - اپریل ۱۹۰۳ء شام کو حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں لیٹا ہوا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب نظر کے آگے سے پھر گئے۔ پھر یہ لفظ الہام ہوئے ما اخبرہ فی اٰخر الوقت انک لست علی الحق۔"

اس جگہ الہام کا وہ اردو ترجمہ ہرگز درج نہیں ہے۔ جو بابو منظور الٰہی کی کتاب البشریٰ سے لیکر کوکب نے شائع کیا ہے۔ کہ "تجھے آخری وقت خبر دی جائے گی۔ کہ بلاشک تو حق پر نہیں تھا۔" بلکہ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نظر کے آگے سے پھر جانا اور اس کے بعد ما اخبرہ کا یہ الہام حضرت مسیح موعود کو ہونا صاف بتا رہا ہے۔ کہ یہ الہام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق ہوا ہے۔ اور مَا أُخْبِرُہٗ میں ہ کی ضمیر غائب کا مرجع وہی مولوی صاحب بٹالوی ہیں۔

چہارم۔ یہی الہام الٰہی مَا أُخْبِرُہٗ فِی آخِرِ الْوَقْتِ اَنَّکَ لَسْتَ عَلَی الْحَقِّ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ مطبوعہ ۱۹۰۷ء میں بھی درج فرمایا ہے۔ اور اسکے نیچے یہ ترجمہ کیا ہے۔ "میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدوں گا۔ کہ تو حق پر نہیں ہے۔" جس سے ثابت ہے کہ یہ الہام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق ہی ہے نہ کسی اور کے متعلق۔

ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوکب کا یہ شائع کرنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ الہام ہوا تھا کہ "تجھے آخری وقت خبر دی جائیگی۔ کہ بلاشک تو حق پر نہیں تھا۔" کس قدر غلط اور جھوٹ ہے۔ نیز عربی زبان سے معمولی واقفیت رکھنے والا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ مَا أُخْبِرُہٗ میں جو ہٗ ضمیر غائب ہے۔ اس کا استعمال اس جگہ مخاطب کے لئے کسی طرح بھی جائز اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں جب مخاطب سے خطاب کیا جائیگا۔ تو اس کے لئے ضمیر خطاب ہی لائی جائے گی۔ نہ ضمیر غائب۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کا الہام بیان فرمایا ہے کہ:- اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ۔ کہ اے آدم شیطان تیرا اور تیرے ساتھی کا دشمن ہے۔ اس جگہ آدم جو مخاطب تھا۔ اس کے لئے کَ استعمال ہوا ہے۔ جو مخاطب کے لئے آتا ہے۔ نہ ضمیر غائب۔ اور یہ طرز کلام صرف عربی زبان کا ہی نہیں ہے۔ بلکہ ہر زبان میں یہی قاعدہ ہے۔ کہ مخاطب سے اور طور پر کلام ہوتا ہے۔ اور غائب سے اور طرز پر۔

الہام اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ کی ضمیر کا مرجع

چونکہ یہ بات "کوکب" کو بھی کھٹکتی تھی۔ کہ ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں۔ یہ محاورات زبان کے بھی مخالف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ اس واسطے اس نے لکھا کہ عربی الفاظ الہام یہ ہیں:- ما اخبرہ فی اٰخر الوقت انک لست علی الحق اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے۔ کہ یہاں ضمیر غائب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کے اور بہت سے الہاموں میں ضمیر غائب۔ جناب مرزا صاحب ہی کی طرف راجع ہے۔ مثلاً یہ الہام کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ اس میں ضمیر غائب کا مرجع مرزا صاحب ہی ہیں۔

لیکن یہ عذر صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ازالہ اوہام میں یہ الہام براہین احمدیہ حصہ چہارم سے نقل ہوا ہے۔ اور براہین میں جو کچھ اس الہام سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے لحاظ سے الہام انا انزلناہ میں ضمیر غائب کا مرجع رجل من فارس ہے۔ جس کا ذکر حدیث:- کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ میں اس الہام سے پہلے براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۷ میں موجود ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ ص ۴۹۸ میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ کہ "ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور بضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔ اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی۔ کہ جو اپنے

وقت پر پوری ہوئی - اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا - وہ ہوتا تھا -
پھر حضرت فرماتے ہیں :- یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہیں - کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا (لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس) میں اشارہ فرما چکے ہیں - اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے براہین کی اس عبارت منقولہ سے ظاہر ہے - کہ الہام انا انزلناہ میں ضمیر کا مرجع غائب ہے - جو الہام سے پہلے مذکور ہے - اور وہ رجل[1] من فارس ہے - علاوہ ازیں اس الہام انا انزلناہ قریباً[2] من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان امر اللہ مفعولاً میں جتنے ضمائر ہیں - وہ سب کے سب غائب کے ہیں - نہ یہ کہ پہلے ضمیر غائب کی لائی گئی ہو - اور پھر مخاطب کی - بخلاف اس زیر بحث الہام کے جو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق ہے

الہام ساخیرہ فی آخر الوقت کے مصداق مولوی محمد حسین کسطرح ہیں

ایک "شبہ کوکب" نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ بموجب اس الہام کے یہ دعویٰ کہ مولوی محمد حسین آخری وقت میں سمجھ گئے تھے - کہ میں حق پر نہیں ہوں - خود دعوے بلا دلیل ہے - جو قابل شنوائی نہیں ہے - سو اس کا پہلا جواب یہ ہے - کہ یہ دعوے کسی نے نہیں کیا - کہ مولوی محمد حسین نے آخر وقت میں اعلان کر دیا تھا کہ میں حق پر نہیں ہوں - تا کہ لوگوں کی گواہی پیش کی جائے - کہ ایسا اعلان انہوں نے کب کیا -

دوم :- الہام الٰہی ساخیرہ فی آخر الوقت انک لست علے الحق میں یہ خبر نہیں دی گئی تھی - کہ مولوی محمد حسین آخر وقت میں سمجھ جائے گا - کہ میں حق پر نہیں ہوں - بلکہ اس الہام میں خبر دی گئی ہے - کہ آخر وقت میں خدا اس کو یہ خبر دیگا کہ تو حق پر نہیں ہے - آگے وہ خدا تعالے کے خبر دینے پر یہ سمجھے گا - کہ میں حق پر نہیں ہوں - یا نہ سمجھے گا - اس بات کا اس الہام الٰہی میں کوئی ذکر نہیں ہے - کیا قرآن مجید میں یہ ذکر نہیں ہے - کہ خدا تعالے نے شیطان کو خبر دی تھی - کہ آدم سچا خلیفہ ہے - مگر کیا اس نے مان لیا کہ میں ناحق پر ہوں - اور آدم حق پر ؟

سوم :- یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے ضمیمہ صفحہ ۱۹ میں تحریر فرمایا ہے - کہ خدا تعالیٰ نے استفتا لکھنے والے کا نام فرعون رکھا - اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اول فتویٰ دیا - ہامان پس تعجب نہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو - کہ ہامان اپنے کفر پر مریگا - لیکن فرعون کسی وقت جب خدا کا ارادہ ہو - کہے گا - "اٰمنتُ بالذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل" پس مولوی محمد حسین بٹالوی جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق سب سے اول استفتا لکھا تھا - اگر ان کے آخری وقت میں سمجھ جانے یا ایمان لانے کی خبر اس الہام میں دی گئی تھی - تو یہ آخری وقت اسی طرح کا ہے جیسا طرح آخری وقت میں فرعون نے بھی کہا تھا :- اٰمنتُ انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین (یونس) کہ میں ایمان لایا - کہ نہیں کوئی خدا مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں - اور میں فرمانبردار ہوتا ہوں - پس اگر کوکب کے نزدیک قرآن مجید کی خبر بھی - آخری وقت میں فرعون کے ایمان لانے کے متعلق بوجہ دعوے بے دلیل ہونے کے قابل شنوائی نہیں ہے - تو یہ عذر وہ یہاں بھی کر سکتے ہیں - اور اگر فرعون کے آخری وقت میں ایمان لانے کو وہ تسلیم کرتے ہیں - جیسا کہ خود بہائیوں کی اپنی کتابوں میں بھی موجود ہے - تو جو ثبوت اس کے ایمان لانے کا ہے - وہی ثبوت مولوی محمد حسین کے سمجھ جانے یا ایمان لانے کا ہے ؛

---

[1] جس طرح قرآن شریف کی آیت "نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" میں الذکر سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں - مگر لہ کی ضمیر غائب کا مرجع بلحاظ زبان عرب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنا غلط ہے - بلکہ مرجع ضمیر الذکر ہے - اسی طرح اس جگہ ہے - اگرچہ رجل من فارس سے مراد حضرت مرزا صاحب ہی ہیں مگر یہ کہنا کہ ضمیر غائب کا مرجع آپ ہی ہیں - زبان عرب کے بالکل خلاف ہے - منہ

[2] چونکہ حضرت مسیح موعود کی سکونتی جگہ شرقی کنارہ پر تھی - اس واسطے الہام میں قریباً من القادیان وارد ہوا ہے (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام ایڈیشن اول صفحہ ۷۶) منہ

مہدی معہود کا انکار اور خود مہدیت کا دعویٰ

اخبار "ریاست" (۵ اکتوبر) میں مولوی محمد اسحاق صاحب ایڈیٹر "مبلغ" دہلی کی طرف سے ایک جلسہ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے - جس میں وہ لکھتے ہیں :-

"ظفر علیخان صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا - کہ اگر خدا و ند حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ کرتا تو یہ دنیا بھی ہرگز پیدا نہ کرتا - اس پر تمام مقلد بگڑ گئے - اور جلسہ میں ابتری پڑ گئی - محمد علی صاحب نے بمشکل مجمع کو رد کا - آپ نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ مہدی وہدی کوئی نہیں آنے کا - ٹرکی کا مہدی غازی کمال پاشا ہے - بقول حسن نظامی عرب کا مہدی سلطان ابن سعود دہلی کا مہدی محمد علی - پنجاب کا مہدی میں (ظفر علی) ہوں یہی اسلام کو تقویت دینگے "

اس مہدی معہود کی آمد کا انکار جس کی خبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے - نتیجہ ہے اس امر کا کہ سچا مہدی آیا اسے مسلمانوں نے قبول نہ کیا - اور جس کی وہ راہ تکتے ہیں - وہ باوجود آمد کی علامات پوری ہو جانے اور شدید ضرورت پیدا ہونے کے کہیں نظر نہیں آتا - اور نہ ہی کہیں اس کا پتہ ملتا ہے - ایسی حالت میں سرے سے اس کی آمد کا ہی انکار نہ کر دیا جائے - تو اور کیا کریں

مگر سوال یہ ہے - کہ کیا سب مسلمان مولوی ظفر علی صاحب کی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو پس پشت ڈالکر مہدی کی آمد کا انکار کر دینا مناسب خیال کرینگے یا خدا تعالیٰ نے جسے مہدی بنا کر بھیجا ہے اسے قبول کرلینگے - ان دو راستوں کے سوا تیسرا کوئی راستہ ان کے لئے کھلا نہیں ہے - کیونکہ سوا حضرت مسیح موعود کے کوئی انسان مہدی موعود ہو کر نہیں آئیگا - پس جو راستہ انہیں معقول معلوم ہو اسے اختیار کرلیں - یا تو خدا کے فرستادہ کو قبول کر کے سعیدوں میں شامل ہو جائیں یا مہدی کی آمد کا انکار کر کے مغضوب اور ضالین میں ملجائیں - مگر ہماری یہی خواہش ہے کہ پہلا رستہ اختیار کریں ؛

رہی یہ بات کہ ایک مہدی کی بجائے مولوی ظفر علی صاحب نے نہ صرف خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ گھر گھر مہدی بنا دیے ہیں - اگر یہ خود ساختہ مہدی آج تک مسلمانوں کی ہدایت کا باعث بن چکے ہیں - تو ٹھیک - اور اگر نہیں - تو خواہ سب مسلمان مہدی کہلانے لگ جائیں - اس سے کیا فائدہ ؟

گاندھی جی کا اثر ہندو مسلمانوں میں

۲ اکتوبر مہاتما گاندھی جی کا جنم دن تھا - جس کے منانے کا اخبارات میں اعلان کیا گیا - لیکن جہاں پہلے اس تقریب پر جو جلسے ہوتے - ان میں پچیس پچیس ہزار کی حاضری ہوا کرتی تھی - وہاں اب کے بہت ہی کم لوگوں نے حصہ لیا - چنانچہ دہلی کے جلسہ میں مولانا محمد علی صاحب کو کہنا پڑا کہ :-

"اسوقت کے مجمع سے میرے خیال میں جامع مسجد کے نیچے ڈگڈگی بجا کر تماشہ کرنیوالے مداری کے پاس لوگ زیادہ جمع ہوتے ہونگے "

اسکی وجہ سوامی شردھانند جی نے یہ بتائی کہ "آج مہاتما جی کی آواز میں طاقت نہیں رہی ہے - جس کو سنکر تمام ملک اٹھ کھڑا ہوتا تھا " (تیج ۵ اکتوبر)

یہ وہی گاندھی جی ہیں - جنہیں آریوں نے آج کے زمانہ عروج میں رسول کریم صلی اللہ

دمشق میں احمدیت کے متعلق مناظرہ

علمائے شام کے دلائل کا مقابلہ براہین احمدیہ سے

(ترجمہ)

ہمارے مبلغین شام جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل سے شام پہنچنے پر جہاں دیگر علماء شام نے مکالمہ و مخاطبہ کیا۔ وہاں دمشق کے ایک مشہور اخبار "وادی بردی" کے ایک ایڈیٹر صاحب نے بھی اہم مسائل پر طویل گفتگو کی۔ اور اس شرط پر کی۔ کہ اسے اخبار میں شائع کیا جائے گا۔ احمدی مبلغین کو اور کیا چاہیئے تھا۔ انہوں نے شکریہ کے ساتھ منظور کر لیا۔ اور جو کچھ ان سے پوچھا گیا۔ اسے خوب واضح طور پر بیان کیا۔

اس مکالمہ کو جو بہت طویل ہے ایڈیٹر صاحب مذکور نے اپنے اخبار میں شائع کر دیا۔ اور علماء کرام کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ ان دلائل پر جو احمدی مبلغین نے دیئے ہیں۔ غور و فکر کریں۔ یہ مکالمہ عربی میں ہوا۔ جس کا ترجمہ بتوسط "الفضل" میں اس لئے شائع کیا جائے گا۔ کہ ناظرین کرام معلوم کر سکیں۔ کہ احمدی دلائل کے مقابلہ میں وہ لوگ جو عربی کے اہل زبان ہیں۔ اور جنہیں اسلام کے متعلق ساری دنیا کے مسلمانوں سے زیادہ واقفیت کا دعویٰ ہے۔ کس طرح مہر بلب اور دم بخود ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس ملک کے لوگ کس قسم کے اعتراضات کرتے اور کن استدلالات کو پیش کرتے ہیں۔ چونکہ یہ اہل زبان سے عربی کا پہلا مکالمہ ہے۔ جو اس طرح چھپ کر شائع ہوا۔ اس لئے امید ہے۔ احباب اسے دلچسپی سے پڑھیں گے۔ (ایڈیٹر)

جماعت احمدیہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کا ایک علمی اسلامی اور تبلیغی گروہ ہے۔ جس کی بنیاد احمد مرحوم قادیانی نے رکھی ہے۔ جن کا دعویٰ تھا۔ کہ مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور میں وہی مسیح موعود ہوں۔ جس کے نزول کا ذکر احادیث میں ہے۔ ان کا خود مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور وہ اس جماعت کے بانی ہیں۔ جس کی غرض و غایت تبلیغ دین اسلامی بھی ہے اور اس طریق پر آپ کے دعویٰ کو پھیلانا بھی۔

ہم نے اپنے ایک گذشتہ پرچہ میں سید زین العابدین صاحب کے آنے کی خبر دی تھی۔ جو کہ اس جماعت کے ایک رکن ہیں۔ ہم نے ان سے ملاقات کی۔ اور ہمارے درمیان مندرجہ ذیل بحث ہوئی۔ جس کے متعلق یہ شرط تھی۔ کہ ہم اسے شائع کریں گے۔ چنانچہ ہم اپنے وعدہ کے موافق اسے شائع کرتے اور اپنے علماء عظام کو اس بات کا موقع دیتے ہیں۔ کہ وہ اس سے آگاہ ہوں۔ اور جو دلائل ان مسائل کی نفی یا اثبات کے متعلق ان کے پاس ہیں۔ وہ بیان کریں۔ یہی التجا ہم قاری الحدیث سے کرتے ہیں۔

س:۔ احمد کی کیا شریعت ہے۔ اور اس کے کتنے ارکان ہیں؟

ج: وہ ہرگز نئی شریعت نہیں لائے سوائے محمدی و اسلامی شریعت کے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب (دعوۃ الایمان) میں ارشاد فرمایا ہے۔

"جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی ٹالتا ہے۔ وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں۔ اور باقی سب اس کے ظل ہیں۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔"

س:۔ آپ کا ان ممالک میں آنے کا کیا مقصد ہے؟

ج:۔ ہمارا مقصد ان مسلمانوں اور مسیحیوں کو بشارت دینا ہے۔ جو مسیح کے نازل ہونے کے منتظر تھے۔ کہ وہ نازل ہو گیا ہے۔ اور وہ (اس صدی کے مجدد احمد ہیں)۔ جو جماعت احمدیہ اسلامیہ کے بانی مبانی ہیں۔ نیز ہمارے آنے کا مقصد ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے۔ جو بعض لوگوں کے ذہنوں میں ہمارے خلاف پائی جاتی ہیں۔ یعنی یہ کہ ہم مسلمان نہیں۔ اور ہم اسلام کے خلاف ایک نئی شریعت اور نیا دین پھیلاتے ہیں۔

س:۔ کیا آپ براہ نوازش اس جامعہ کی حقیقت کے متعلق اور اس وحی کی صحت کے متعلق جس کی نسبت آپ کا دعوےٰ ہے۔ کہ احمد پر نازل کی گئی۔ گفتگو کی اجازت دے سکتے ہیں۔

ج:۔ ہمیں بحث اور تبادلہ خیالات سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اور میں ہر اس سوال کا جواب دینے کے لئے مستعد ہوں جو آپ دریافت کریں گے۔

س:۔ آپ یہ کس طرح کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰؑ فوت ہو گئے۔ حالانکہ مسلمانوں اور دوسروں کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے تھے۔ اور یہ کہ وہ آسمان سے آخری زمانہ میں اتریں گے۔

ج:۔ وہ اجماع جو کہ ایک ایسے امر پر ہوا ہو۔ جس کا بطلان دلائل تاریخیہ اور کتب سماویہ نے ثابت کر دیا ہو۔ اس کی مجھے کوئی پروا نہیں۔ البتہ وہ حقائق ثابتہ میرے نزدیک بہت باوقعت ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ بلاد ہند کے علاقہ کشمیر کے شہر سرینگر میں مدفون ہیں۔

س:۔ کیا آپ [illegible] تواریخ اور نصاریٰ اور مسلمانوں کے اجماع سے اتفاق کرنا نہیں چاہتے؟

ج:۔ میری یہ مراد ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ میں تمام اوہام باطلہ اور دقیانوسی خیالات کو غلط ثابت کر دوں۔ جو کہ لوگوں کے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں۔

پس میں نہیں سمجھتا۔ کسی آیت قرآنی سے یہ استدلال ہو سکتا ہو۔ کہ مسیح زندہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے ہیں۔ بلکہ اس کے خلاف بہت سی آیات اور احادیث ایسی ہیں۔ جو حضرت مسیحؑ کی وفات ثابت کر رہی ہیں۔ اور اسی طرح میں مسیحیوں کی اناجیل میں کوئی بات ایسی نہیں پاتا۔ جو ان آیات بینات کے خلاف ہو۔ جو حضرت مسیحؑ کی موت پر دال ہیں۔ ایسا ہی آپ کی وفات تاریخی آثار سے بھی ثابت ہے۔

س:۔ آپ نے یہ بہت ہی عجیب بات بیان کی ہے حالانکہ اناجیل حضرت مسیحؑ کے صلیب پر مرنے کی قائل ہیں۔ اور قرآن کہتا ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (یعنی جو شخص صلیب دیا گیا وہ حضرت مسیح کا شبیہ تھا۔ نہ کہ خود حضرت مسیح کو صلیب دیا گیا۔

ج:۔ یہ میری بات عجیب نہیں۔ بلکہ آپ چونکہ آیات قرآنی کی عجیب تفسیر کرتے ہیں۔ اس لئے آپ اس بات کو عجیب سمجھتے ہیں۔ یقیناً جملہ (شبہ لھم) کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ مسیح کا وہ شبیہ تھا جو سولی دیا گیا۔ یہ تو بتلایئے مصادر التشبیہ سے کون سا مصدر ہے۔ جو اپنے اندر قتل اور صلب کے معنی رکھتا ہے۔ یا کیا آپ کوئی اس پر قرینہ دالہ پاتے ہیں۔ جو کہ آیت (شبہ لھم) کے معنے شبیہ کا صلیب دیا جانا بتاتا ہو۔ پس حضرت مسیح کی صورت اور شکل قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اور نہ ہی کوئی تاریخ قدیم کی سند اس قسم کی پائی جاتی ہے۔ جس سے مسئلہ زیر بحث کے متعلق ظاہر ہو۔ کہ لوگوں نے آپ کی شکل میں یا آپ کے جسم میں شک کیا۔ البتہ ہم یہ خوب جانتے ہیں۔ کہ یہود نے آپ کے صلیب پر وفات پا جانے میں شک کیا۔ اسی لئے انہوں نے رومی حاکم پیلاطوس سے یہ چاہا۔ کہ آپ کی ہڈیوں کو توڑنے کا حکم دیں۔ تا کہ وہ زندہ نہ رہ جائیں۔ مگر حاکم مذکور نے ان کی یہ درخواست قبول نہ فرمائی۔ پس تاریخ سے ثابت ہو گیا۔ کہ شک و شبہ کا موضوع آپ کا مصلوب ہونا یا مقتول ہونا ہے۔ نہ کہ آپ کی صورت۔ کا اب آیت وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم کی تفسیر وہ کرنی چاہیئے۔ جو کہ واقعہ کے مطابق ہو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ کا مصلوب ہونا مشتبہ ہو گیا۔ اور لوگوں میں مشہور کیا گیا۔ کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آپ زندہ تھے۔ اور رزق دیئے جاتے تھے۔ اناجیل کہتی ہیں۔ [illegible] صلیب پر وفات پا گئے۔ مگر تین دن کے بعد زندہ ہو گئے۔ [illegible] چھپ کر کھاتے پیتے رہے۔ آپ اپنے شاگردوں [illegible]

دور کئے۔ مگر آپ کے قتل اور صلب سے مرنے کی نفی کتاب مبین نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ کی ہے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم۔ یعنی آپؑ کی صلیبی موت مشتبہ ہو گئی۔ نہ کہ آپ کا جسم۔ اور تکرار عدم قتل آپ کا صلیب پر نہ مرنا ثابت کرتا ہے ؎

آپ کا قول عجیب مضحکہ خیز ہے۔ حالانکہ یہود اور نصاریٰ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہ خود حضرت مسیح جو کہ مدعی رسالت تھے۔ وہی صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ مگر اس واقعہ کے چھ صدیوں کے بعد آپ اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ مصلوب ایک ایسا آدمی ہوا تھا۔ جو کہ مسیحؑ کی شکل اور ہیئت اور آپ کے تمام اطوار اور مظاہر میں مشابہ اور ملتا جلتا تھا۔ مگر وہ مسیح نہ تھا۔ اگر ایسا ہی تھا۔ تو کیوں اس شبیہ نے اپنے اقربا سے مدد نہ چاہی۔ اور جو دعوے اس کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اس سے انکار کر کے مصلوب ہونے سے نجات طلب نہ کی۔ اور کس طرح اس زمانہ کے لوگوں کے لئے یہ حادثہ روا ہو سکتا ہے۔ جس کی حقیقت اب آپ نے سمجھی ہے ؎

ص: یہ ہمارے لئے ناممکن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قول وما قتلوہ وما صلبوہ کے ہوتے ہوئے ہم سمجھ سکیں کہ حضرت مسیح صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور آپ کے جسم میں میخیں گاڑی گئیں ؎

ج: ہمارے لئے بھی یہ ناممکن ہے۔ کہ ہم یہ خیال کریں۔ کہ حضرت مسیح قتل یا مصلوب ہو کر فوت ہو گئے۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ ہم خیال کریں۔ حضرت مسیحؑ نے صلیب پر چند ساعت تکلیف اٹھائی جیسا کہ ہم یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال تک تکالیف اور دکھ اٹھائے۔ آپؐ پر پتھر مارے گئے آپؐ خون آلودہ کئے گئے۔ اور آپ کے اتباع نے شدید دکھ اور تکالیف برداشت کیں ؎

یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تمام نبی اور مصلح دکھ اور تکلیف برداشت کرتے رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح بھی انہی میں سے ایک تھے۔ البتہ یہ امر تعجب خیز ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ جس کی شان بہت بلند ہے۔ اور جس کی حکمت بہت وسیع ہے۔ اس نے سیدنا مسیح کے متعلق یہ جانتے ہوئے۔ کہ ان کی اہانت کی جائیگی۔ وہ صلیب اور دکھ دیئے جائیں گے۔ پھر یہود کی اصلاح کے لئے بھیجدیا۔ مگر وہ نہ صرف ان کی رسالت کو دنیا پر ظاہر نہ کر سکا۔ بلکہ ان کی زندگی کے متعلق بھی اسے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اور ان کو آسمان پر اٹھا کر لے جانے کے سوا اور کوئی اچھا وسیلہ انہیں ظالموں کے ہاتھوں سے بچانے کا نظر ہی نہ آیا۔ اور انہیں ۱۹۰۰ سال تک وہاں رکھ چھوڑا۔ کیا خدا تعالیٰ کو انہیں مبعوث کرنے سے پہلے معلوم نہ تھا کہ یہودیوں نے ان کے ساتھ یہ کچھ کرنا ہے۔ اگر معلوم تھا۔ تو آپ ... اگر انہیں اس سرعت سے اچک کر لے جانا تھا۔ تو بھیجا ہی ...

مقام نبوت اور مولوی محمد علی صاحب

(۲)

پہلے مضمون میں میں نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ چونکہ نبوت و ہدایت کے لئے انبیاء علیہ السلام دعا کرتے رہے ہیں۔ اور ان کی دعا قبول ہوتی رہی ہے۔ اس لئے نبوت کے لئے دعا کرنا بے معنی فقرہ نہیں۔ بلکہ بامعنی اور باثمر فقرہ ہے۔ اور یہ کہنا۔ کہ اب مقام نبوت نہیں مل سکتا۔ یا تو اپنی کج فہمی کا ثبوت دینا ہے۔ یا قرآن شریف کی کئی آیات کو غلط قرار دے کر خدا کی غلطی ثابت کرنا ہے۔ اب ہم اپنی تائید میں کہ اس دعا میں مقام نبوت شامل ہے۔ اور مقام نبوت اس امت کے لئے ہے۔ اس بزرگ ہستی کو لاتے ہیں۔ جسے خدا اور اس کے رسول نے حکم و عدل کر کے بھیجا۔ تاکہ وہ دینی اختلافات اور تنازعات کا فیصلہ کرے اور جس نے خود مسند عدل پر جلوہ گر ہو کر یوں فرمایا:۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔"

اب سنیئے کہ حکم کس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"یہ ضرور یاد رکھو۔ کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے پس من جملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہ السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی اور رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت فلا یظھر علےٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفےٰ غیب کے لئے نبی کا ہونا ضروری ہے۔ اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے۔ کہ اس مصفےٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفےٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت و رسالت کو چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

مولوی صاحب امید ہے۔ اب آپ کی غلطی کا ازالہ ہو گیا ہو گا۔ اور آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ آیت انعمت علیھم میں نبوت و رسالت کا وعدہ ہے۔ اور وعدہ بھی اس خیر امم کے لئے ہے مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہے:۔

اول:۔ "قرآن شریف بجز نبی اور رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے ...... پس مصفےٰ غیب کے لئے نبی کا ہونا ضروری ہے۔"

دوم:۔ "آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے۔ کہ اس مصفےٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں۔"

نتیجہ۔ اس امت کے لئے مصفےٰ غیب ہے۔ اور مصفےٰ غیب صرف نبی اور رسول کو ملتا ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اس امت کے لئے نبوت و رسالت کا دروازہ کھلا ہے ؎

"قرآن شریف کی آیت اھدنا الصراط المستقیم .... صاف کہہ رہی ہے۔ کہ بعینہٖ یہودیوں کی طرح یہودی پیدا ہو جائیں گے اور ایسا ہی نبیوں کا کامل نمونہ ظاہر ہو گا۔" (نزول المسیح صـ۵)

مولوی صاحب دیکھیئے۔ حکم نے یہاں بھی آیت اھدنا کو دروازہ نبوت کی راہ نما بتایا ہے۔

"پس یہ ممکن نہ تھا۔ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا۔ کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی۔ اھدنا ...... ان کے تمام افراد میں مرتبہ عالیہ (نبوت) سے محروم رہتے۔ اور کوئی ایک فرد بھی اس نبوت کے مرتبہ کو نہ پاتا۔ اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی۔ کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی۔ اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے۔ بلکہ یہ بھی نقص تھا۔ کہ آنحضرت (صلعم) کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا۔ اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نمازمیں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا۔ اس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا۔" (الوصیت)

"میں منعم علیہ گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔" (خطبہ الہامیہ صـ۱۱۲)

منعم علیہ گروہ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح ہے۔ اور کمال انسانی مقام نبوت ہے۔ جو مولوی صاحب کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اس امت میں ایک نبی آیا۔ جو حکم بھی ہے عدل بھی ہے۔

اھدنا کی دعا سے انکار نبوت کرتے ہوئے مولوی صاحب نے چند اعتراض بھی کئے ہیں۔ اب میں ان کا جواب دیتا ہوں۔

اول:۔ "اگر یہ دعا نبوت کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی۔ تو کم از کم آنحضرت صلعم کو ہی مقام نبوت پر کھڑا کرنے سے پہلے سکھلائی جاتی۔"

میں قرآن شریف کی آیات سے جن کی آپ نے تفسیر کی ہے آپ کے مسلمات سے دکھلا آیا ہوں۔ کہ نبوت سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعائیں کیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے منظور کیا ؎

دوم:۔ تیرہ سو سال میں کسی مسلمان کو نبوت کیوں نہ ملی حالانکہ ان کے حق میں رضی اللہ عنہم وارد ہے۔"

مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ کے کام حکمت پر مبنی ہیں۔ یہ تو آپ نے اسی طرح کی بات کہی۔ جس طرح کوئی کہے۔ میں نہیں مانتا

کہ سورج طلوع ہوتا ہے۔ اگر ہوتا ہے۔ تو غروب ہو چکنے پینتالیس منٹ بعد طلوع کیوں نہ ہوا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ سورج طلوع نہیں ہوگا۔ یا کوئی کہے میں نہیں مانتا۔ کہ گلاب اور چنبیلی کو پھول لگتے ہیں۔ اگر لگتے تو اس کی ٹہنی دبانے سے تین چار منٹ بعد کیوں نہ لگے اس سے ثابت ہوا۔ کہ چنبیلی اور گلاب میں پھول نہیں لگتے۔ کیا آپ اس انسان کو معقول مانینگے۔ اور اس کے نکالے ہوئے نتائج کو درست مانیں گے۔ میرا تو یہ خیال ہرگز نہیں۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ خدا کے کام حکمت اور قانون پر مبنی ہیں۔ دیکھئے آپ اپنی تفسیر کے صفحہ پر یوں فرماتے ہیں :-

"بلکہ خود اللہ تعالٰے اعلم حیث یجعل رسالتہ کے ماتحت جب چاہتا ہے۔ کسی کو نبوت و رسالت کے منصب پر کھڑا کر دیتا ہے"

مولوی صاحب یہاں آپ نے خود آیت قرآنی سے تیرہ سو سال کا جواب لفظ "جب" اور کسی مسلمان کو کیوں نہیں ملی کا جواب لفظ "کسی" سے دے دیا۔ آپ غور کریں۔ جن کو رضی اللہ عنہ کا انعام دیا گیا۔ ان کو اتنا ہی دینا مناسب سمجھا گیا۔

پھر تیرہ سو سال کا جواب تذکرہ کی عبارت سے یوں ملتا ہے :-

"حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے۔ اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور نہ یہ مرتبہ ان کو دیا جائے۔ تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے معاملہ میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ)

مولوی صاحب تیرہ سو سال تک کسی کو نبوت نہ دینے میں یہ حکمت تھی۔ کہ سلسلہ خلافت کی جس کی طرف سورہ نور میں اشارہ ہے۔ مشابہت پوری ہو جائے۔ ساری عبارت سے یہ ثابت ہے کہ اھدنا کی دعا میں اس امت کے لئے وعدہ نبوت تھا۔ اور وہ وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پورا ہوا۔ اللہ تعالٰے نے اس زمانہ میں آپ کو اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ افسوس ان پر جنہوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور تاسف ان پر جنہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ مبارک ہیں وہ جو پہلے اس سے دور تھے۔ اب اس کے قریب آگئے ہیں۔ نجات پا گئے وہ جنہوں نے اسے قبول کیا۔ سعید ہیں وہ جو اب اس کی طرف رجوع لائیں گے۔ (عبدالرحمٰن از موگا)

بارہ صفحہ کا الفضل کب چھپیگا

الفضل کی اشاعت بڑھانے میں جب تک احباب پوری کوشش سے کام نہ لیں گے۔ صفحات میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔ احباب جلد توجہ فرمائیں۔

امۃ اللہ عرف فاطمہ بی بی کے حالات زندگی

میری غمگسار اہلیہ امۃ اللہ عرف فاطمہ بی بی ایک لڑکی پیدا ہونے کے بعد آٹھ دن بخار میں مبتلا رہ کر ۲۴ ستمبر کو فوت ہوگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ ایک مخلص اور پرجوش احمدی تھی۔ تقویٰ اور نماز و روزہ کی پابند ہونے اور خشیت خدا رکھنے کے ماسوا سلسلہ کے کاموں میں بھی وافر حصہ لیتی تھی۔ ۳ سال کی عمر میں ماں مر گئی۔ ۱۳ سال کی عمر میں مرحومہ کے والد احمد حسین صاحب مرحوم (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وفا کیش مرید تھے) بھی سر سے گذر گئے۔ ۱۴ سال کی عمر میں مرحومہ کی شادی ہوئی مگر تین ہی سال کے بعد خاوند بھی سر سے اٹھ گیا۔ اور مرحومہ بیوہ ہوگئی۔ اس کم عمری میں اتنی مشکلوں کے باوجود کبھی بھی عنان صبر کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ہمیشہ شکر گذار رہی۔ آخر ۱۹۱۸ء میں خاکسار کے ساتھ اس کا نکاح ثانی ہوا۔ اور آج خود بھی چلتی بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ خاندان نبوت اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالٰے سے خاص محبت تھی۔ باوجود عورت ہونے اور قادیان سے کوسوں دور ہونے کے مرحومہ کا شوق اس قدر جوش پر تھا۔ کہ گذشتہ اپریل کو میرے ہمراہ خود قادیان جا کر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ہمیشہ کہتیں۔ کہ ہجرت کر کے قادیان چلے جائیں اور وہیں رہیں۔ دم واپسین خلیفہ وقت کو دعا کے لئے لکھنے اور مقبرہ بہشتی کی وصیت کو مکمل کرنے کی تاکیدیں کرتی رہیں۔ غرض یہی وہ عورت ہے۔ جو اپنی پھوپھی کے بعد اڑیسہ کی مستورات میں سب سے پہلے قادیان گئی۔ مرحومہ کا ایک چار سالہ لڑکا اور ایک آٹھ دن کی لڑکی یادگار ہے۔ گذارش ہے۔ کہ احباب ایسی نیک خاتون کے لئے دعاء مغفرت فرمائیں۔ والسلام

عاجز محمد محسن احمدی عفا اللہ عنہ۔ از علاقہ اڑیسہ

مبلغین کلاس

یہ کلاس عنقریب کھلنے والی ہے۔ عموماً مولوی فاضل طلباء لئے جاوینگے۔ خاص قابلیت رکھنے والے طالب علم مولوی فاضل کی شرط کے بغیر بھی لئے جا سکتے ہیں۔ داخل ہونے کیلئے جلد سے جلد درخواستیں آنی چاہئیں۔ صرف آٹھ طلبا کی گنجائش ہے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت

فہرست رشتہ ناطہ

ابھی تک بڑے حصہ جماعت نے رشتہ ناطہ کی فہرست نہیں منگائی۔ اور نہ سیکرٹریز امور عامہ مقرر کئے ہیں اور نہ لڑکے لڑکیوں کے نام بھیجے ہیں۔ جو بہت افسوسناک ہیں۔ پچھلے اعلان پر پوری طرح سے توجہ نہیں فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا پھر جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریز سے درخواست ہے۔ کہ بہت جلد فہرست منگا کر جدید فہرست کی تیاری کے لئے موقعہ دیں۔ اور ناموں کی فہرست بھیجدیں۔ جس میں خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ تاکہ یہ کام جلد سے جلد ایسی حالت میں آجائے۔ کہ دشواریاں کم ہو جائیں۔

ذوالفقار علی خاں - ناظر امور عامہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چودہری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

دوکان ٹیک چند داس رام - بذریعہ داس رام ولد ٹیک چند مہاجن سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ مدعی بنام شمشیر خاں

دعوٰی ۸-۲۰۶ بروئے بہی

اشتہار بنام شمشیر خاں ولد محمد خاں ذات بلوچ جلیانی سکنہ دوری گوندل تحصیل شورکوٹ۔

درخواست مدعی پہ عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۲۱/۸/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۷/۸/۲۵

مہر عدالت دستخط حاکم

باجلاس صاحب سب ڈویژنل افسر بہادر خوشاب

خدا یار وغیرہ حیات وغیرہ مکنائے ڈھوکڑی

بنام

فتح محمد ولد طاہر مقرب ولد محمود ذات اعوان سکنائے ڈھوکڑی۔

دعوٰی پیداوار - - - - ۲۰۰

اشتہار ضابطہ

مقدمہ صدر میں چند بار مدعا علیہم مندرجہ صدر کے نام سمن جاری ہوئے۔ مگر وہ حاضر عدالت نہ ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہیں۔ لہٰذا مدعا علیہم کے نام اشتہار جاری کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ۳ نومبر ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا اصالتاً یا وکالتاً ہو کر پیروی مقدمہ کریں۔ ورنہ ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی۔ ۲/۸/۲۵

مہر عدالت دستخط حاکم

گورنمنٹ پنجاب کے تمسکات ۱۹۳۷ء

حکومتِ پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟ اس لئے کہ اسی صوبہ سے قرضہ لیا جائے۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے ۔

کتنا قرضہ اور کس لئے؟ ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائیگا۔ جو فائدہ بخش ہونگی ۔

قرضہ کے لئے ضمانت کیا ہوگی؟ حکومت پنجاب کا کل مالیہ ۔

شرح سود کیا ہے؟ ۴¾ فیصدی ۔

مجھے روپیہ کب واپس ملیگا؟ بارہ سال کے عرصہ میں لیکن اگر آپ وادی ستلج کی نہر پر اراضی خریدینگے۔ تو اسکی قیمت کی پوری ادائگی یا اس کے جزو کی ادائگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کر لئے جائینگے ۔

مجھے قرضہ کے لئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟ بڑے سرکاری خزانہ یا اسکے ماتحتی خزانہ سرکار یا امپیریل بنک کی کسی شاخ کے پاس جائیے ۔

مجھے قرضہ کے لئے درخواست کس طرح کرنی چاہیئے؟ وہاں سے جو فارم آپ کو ملیگا۔ وہ آپ پُر کر کے روپیہ ادا کر دیں ۔

مجھے سود کب سے ملے گا؟ جس تاریخ کو آپ روپیہ ادا کرینگے۔ اسی تاریخ سے ۔

مجھے سود کس طریقے سے وصول ہوگا؟ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپ کو اسی وقت نقد ادا کر دیا جائیگا۔ جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے۔ اور اسکے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریگا جس کے متعلق آپ لکھیں گے۔ کہ اس کے ذریعہ ادا ہوا کرے ۔

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائیگا۔ قرضہ لینا بند کر دیا جائے گا ۔

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟ (ا) اسلئے کہ ضمانت بھی اچھی ہے۔ اور سود بھی اچھا ملتا ہے (ب) اسلئے کہ روپے کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) اسلئے کہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے تو آپ ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے ۔

المشتہر

مائیلز اروِنگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مالیات